# بٹ کوائن کرنسی کے بارے میں علماء کرام کی آراء کا جائزہ

**Bit coins currency an overview of Islamic scholar’s expression**

**محمدابراہیم** [[1]](#footnote-1)\*

**ڈاکٹر محمد اکرام اللہ** [[2]](#footnote-2)\*\*

***Abstract:***

 *From the very beginning human being needed help of one another not only in social activities but also in financial issues as will. Exchange of goods instead of goods is an old tradition but that was too much difficult. With the passage of time human being started some other ways for trade like Barter System, Commodity Money System, and Metallic Money System etc. But now a days a new type of digital currency is used in market which is called Bit coins.*

*Bit coins has no shape nor has any sensual existence. Therefor some Islamic scholars says that this currency is not valid but the other side some are in favor of it. But the question is does Islamic laws recognize it? What is the definition of wealth in Islamic law? This research paper will describe wither bit coins currency is legal and is this currency legally good to use.*

*Key words: Bit coin, currency, Metallic, Money System, digital currency.*

## تمہید

انسان جب سےاس دنیا میں آباد ہوا ہے اسے زندگی کی ریل پیل قائم رکھنے کے لئے باہم ایک دوسرے کے تعاون کی ضرورت پڑتی رہی ہے، ہمیشہ سے ضروریات کے تبادلے انسانی زندگی کا حصہ رہے ہیں، ہر زمانے میں اسے خرید وفروخت کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، ابتداء انسانیت کے وقت ایک انسان دوسرے انسان سے اپنی ضرورت کی چیز کسی دوسری چیز کے بدلے میں حاصل کیا کرتاتھا، اگر کسی کو گندم چاہئے ہواوراس کے پاس چاول ہوں تو وہ پہلے ایک ایسے شخص کو تلاش کرتا جس کے پاس اُس کی ضرورت سے زائد گندم ہو اورپھر یہ طالب شخص اُسے چاول دے کر اُس سے گندم حاصل کرتاتھا، یہ طریقہ انتہائی دشوار تھا، لیکن اُس زمانے میں سامان کے بدلے سامان کے لین دین کے علاوہ کوئی اورصورت ممکن نہ تھی تو اس لئے رائج بھی نہ تھی ، سامان کے بدلے سامان کے لین دین کا یہ نظام (Barter System)کہلاتا تھا،یہ طریقہ چونکہ دشوار تھا اوربسا اوقات ضرورت کے موقع پر ضروریات کاحصول ممکن بھی نہ ہوتا تھا اس لئے انسان نے اس طریقے کا متبادل حل تلاش کرنے کی کوشش کی اورپھر ایک نیا طریقہ ایجاد کر لیا ، عملی طور پر لوگوں نے کثیر الاستعمال اشیاء کو بطورِ ثمن استعمال کرنا شروع کردیااور گندم، چاول، نمک ،لوہے وغیرہ کو تبادلہ کا ذریعے بنادیا،یہ نظام (Commodity Money System)کہا جاتا ہے، لیکن یہ وہ اشیاء تھیں جن کی نقل وحمل میں بہت دشواری تھی، انسان فطرتی طور پر سہولت پسند ہے، چنانچہ جُوں جُوں آبادی میں اضافہ ہوتا گیا تو ان اشیاء کی نقل وحمل میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، لہذا انسانی اذہان پھر کسی متبادل نظام کے متلاشی ہوئے ، اوربالآخر سونے اورچاندی دھات کو بطورِ ثمن کے اپنا لیا، یہ دو قیمتی دھاتیں تھیں، انہی سے انسان زیور بھی بناتا تھااوربرتن بھی، لیکن ان کی اپنی ایک ذاتی اہمیت اورقیمت بھی تھی، اشیاء کے تبادلے سے سونے چاندی کی نقل و حمل قدرے آسان تھی، اب لوگوں نے سونے چاندی کے ذریعے ضروریات کا حصول شروع کردیا، یہ نظام (Metallic Money System)کہلاتاہے۔

سونے اورچاندی کے سکے وجود میں آئے، ان کی نقل مکانی اگرچہ سابقہ دونظاموں میں رائج اشیاء سے قدرے آسان تھی ، لیکن ان کو جمع کرکے اپنے پاس محفوظ رکھنا زیادہ محفوظ نہ تھا، امراء کو ان کی حفاظت کا ہمیشہ خدشہ رہتا تھا ، چوری اورڈاکہ زنی نے ایک عام آدمی کے لئے گھر میں ان کا رکھنا غیر محفوظ بنا دیا تھا ، نتیجۃً ایک عام آدمی اپنی جمع پونچی کی حفاظت کی غرض سے یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ ان کو کسی اورطریقے سے زیادہ سے زیادہ محفوظ بنائے ، چنانچہ اس وقت اس حفاظت کی بجزء اس کے کوئی اورصورت نہ تھی، کہ ایک عام آدمی اپنے پاس جمع شدہ سونے اورچاندی کے سکوں کو سناروں اورصرافوں کے پاس بطورِامانت رکھوائے ، کیونکہ ان کا کام ہی سونے اورچاندی کا ہوتا اوران کے ہاں ان سکوں کی حفاظت کا بھی معقول انتظام ہوتا تھا، اب جب لوگوں نے سناروں کی طرف رُخ کیا تو سناروں نے اپنے پاس امانت رکھنے والوں کو ایک رسید دینا شروع کر دی ، جس پر اس بات کا اقرار ہوتاتھا کہ رسید کے حامل شخص کا فلاں سنار کے پاس اتنا سونا یا چاندی موجود ہے۔اب ہر اُس لمحے جب کسی چیز کی خریداری کی جاتی ، جا کر سونا اورچاندی لانے میں بھی انسان کو دشواری محسوس ہونے لگی اورچونکہ سُنار اپنے اپنے علاقوں میں قابلِ اعتماد ہوتے تھے اورجو شخص اُ ن کے پاس کوئی رسید لے آتا تھا تو وہ اُس رسید کے مطابق اُسے سونا یا چاندی بھی دے دیتے تھے، لہذا عام عوام نے خریداری کے موقع پر یہی رسیدیں دوکانداروں کو دینا شروع کردیں ، دوکاندار چونکہ سُناروں کو جانتے اوران پراعتماد کرتے تھے لہذا انہوں نے اِن رسیدوں کے بدلے لوگوں کو سامان دینا شروع کردیا، اوریوں کاغذی نوٹ کی ابتداء ہوئی۔**[[3]](#endnote-1)**

کاغذی نوٹ کی ابتداء تو یوں ہوئی لیکن اس کی باقاعدہ کوئی مخصوص شکل نہ تھی، اس کے استعمال اوررائج ہونے کا سارادارومدار صرف اس بات پر تھا کہ اِسے قبول کرنے والے کو سنار پر کتنابھروسہ اوراعتماد ہے، اگر اُسے رسید پر ذکر کردہ سُنار پر اعتماد ہوتا تو وہ رسید قبول کر لیتا،اگر اُسے اعتماد نہ ہوتا تو وہ رد کردیتا۔کسی بھی دوکاندار یا معاملہ کرنے والے پر کوئی قانونی دباؤ نہ ہوتا کہ وہ اسے قبول ہی کریں چنانچہ رد وقبول میں وہ مکمل باختیار ہوتاتھا۔

آگے چل کر جب ان رسیدوں کا رواج زیادہ ہوگیا تو پھر ملکوں نے انہیں باقاعدہ نوٹ یعنی مال کی حیثیت دینا شروع کردی، سب سے پہلے سویڈن کے اسٹاک ہوم بینک نے اسے مال کا درجہ دیا اوراسے کاغذی رسید سے بڑھ کر کاغذی نوٹ کے طور پر جاری کیا۔ اورجو ادارہ اب اپنے پاس سونا رکھتا اوراس کے بدلے میں یہ نوٹ جاری کرتا تھا یہ بینک کہلاتا تھا، لہذا ابتداء میں بینکوں پر یہ پابندی لگائی گئی کہ وہ صرف اتنے ہی نوٹ جاری کرینگے جتنا کہ ان کے پاس سونا یا چاندی موجودہے، اوراگر کوئی شخص بینک میں جا کر یہ مطالبہ کرتا کہ اسے ان نوٹوں کے بدلے سونا یا چاندی چاہئے اسے وہ بینک سونا وچاندی دینے کا پابند ہوتاتھا، یہ نظام (Gold Bullion Standard)کہلاتا ہے۔ **[[4]](#endnote-2)**

آہستہ آہستہ جب لوگوں میں کاغذی نوٹوں کا رواج زیادہ ہوگیا تو جاری کردہ بینکوں پر سے یہ پابندی بھی اٹھا دی گئی کہ وہ اتنے ہی نوٹ جاری کریں جتنا کہ ان کے پاس سونا ہو، البتہ ایک خاص تناسب کی قید لگائی گئی کہ مثلاً جتنے نوٹ جاری کئے جارہے ہیں ان کادوتہائی سونا ہونا ضروری ہے، جب مزید رواج بڑھ گیا تو پھر دو تہائی کی پابندی ایک تہائی اورپھر ایک چوتھا ئی تک رہ گئی، لیکن جب نوٹوں سے لین دین کا یہ سلسلہ بے قابو ہوگیا اورمارکیٹ میں نوٹ بہت زیادہ مقدار میں آگئے تو پھر بینکوں پر ہرطرح کی پابندی ختم ہوگئی ، اب دنیا کے سارے بینکوں کے پاس سونا کم اوران کے جاری کردہ نوٹ زیادہ ہوگئے۔**[[5]](#endnote-3)**

کاغذی نوٹوں کا یہ معاملہ سابقہ تمام نظاموں سے آسان تھا،لیکن دنیا دن بدن ترقی کرتی جارہی تھی اور(Globalization)کا تصور وجود پاگیا تو ان نوٹوں کو زیادہ مقدارمیں ساتھ رکھنا جہاں غیر محفوظ ہوگیا وہاں ہی یہ مسئلہ بھی پیش آنے لگا کہ دنیا تو ایک گاؤں کی حیثیت اختیار کرنے لگی ہے جب ایک ملک کے جاری کردہ نوٹوں سے صرف اسی ملک میں خریداری کی جاسکتی ہے ، کسی دوسرے ملک میں اپنی ضرورت پوری نہیں کی جاسکتی، چنانچہ انسان کو اس سے ایک قدم آگے ایک ایسی صورت کی ضرورت پیش آئی جس پر عمل کر کے وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں اپنی ضروریات کو حاصل کر سکے، ان مشکلات کے حل کے لئے بینکوں نے ایک نئی کرنسی متعارف کروائی جسے (Credit Card & Debit Card) کہا جاتا ہے ، ان کے ذریعے دنیا کے کسی بھی کونے میں کسی بھی ملک میں حاملِ ہذا اپنی ضروریات کا حصول کر سکتاہے۔

سامان سے کریڈٹ وڈیبٹ کارڈ تک کی تاریخ یہ بتلاتی ہے کہ دنیا میں رائج کرنسی نظام میں تغیر وتبدل ہوتا رہا ہے، یہ کرنسی نظام ایک حالت اورایک کیفیت پر قائم نہیں رہا۔چنانچہ جہاں ان سے متعلق رواج، قانون بنتے رہے ایسے ہی علماء کرام نے بھی ان سے متعلق احکامات بیان کئے ہیں، موجودہ دور میں کرنسی کی ایک نئی قسم وجود میں آگئی ہے جس کا زمانہ ماضی میں تصور بھی نہ تھا، یہ ایسی کرنسی ہے جو نہ سامان ہے، نہ کوئی دھات ہے، نہ سونا چاندی ہے، نہ ان کی رسیدیں ہیں، نہ کاغذی نوٹ ہیں اورنہ کاغذی نوٹ کی ترقی یافتہ شکل کریڈٹ وڈیبٹ کارڈ ہے۔یہ ایک ڈیجیٹل کرنسی ہے ، جسے عمومی طور پر (Virtual Currency)کہاجاتاہے، اس کی کئی اقسام ہیں ہمارے زمانے میں سب سے زیادہ مشہور ورائج بٹ کوائن (Bitcoin)ہے۔

## بٹ کوائن کی حقیقت

بٹ کوائن ڈیجیٹل کرنسی کی ایک مشہور قسم ہے ، ڈیجیٹل کرنسی ایسی کرنسی ہوتی ہے جس کا کوئی حسی وجود نہیں ہوتا، اس کی کوئی شکل نہیں ہوتی، یہ دراصل کمپیوٹر یا کسی بھی ڈیجیٹل ڈیوائس پر مشکل وپیچیدہ نمبرات کی صورت میں موجود ہوتی ہے۔کاغذی نوٹ جس طرح ہر ملک کے مختلف ہوتے ہیں، ڈیجیٹل کرنسی ایسی نہیں ہوتی ، یہ پوری دنیا میں ایک ہی شکل میں پائی جاتی ہے، یہ ایک مستقل آزاد (Decentralized) طور پر پائی جاتی ہے، اسی وجہ سے دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود کوئی بھی شخص جو اس کرنسی کے ذریعے ٹرانزیکشن کرنے پر آمادہ ہو وہ اس کرنسی کے ذریعے اپنے مالی معاملات حل کر سکتا ہے، اس کے لئے اُس شخص کو کسی بھی طرح کی اتھارٹی سے اجازت یا کسی بھی کے علم میں لانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ڈیجیٹل کرنسی میں جب کوئی ٹرانزیکشن کی جاتی ہے تو اس ٹرانزیکشن کا ایک مستقل ریکارڈ ہوتاہے جسے ڈیجیٹل دنیا میں (Blockchain)کہا جاتاہے ، اس ریکارڈ کا فائدہ یہ ہوتاہے کہ جو کرنسی ایک مرتبہ استعمال ہو جائے دوبارہ اس کرنسی کو دوسری مرتبہ استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ ڈیجیٹل کرنسی کی پشت پر کوئی اتھارٹی ذمہ داری قبول نہیں کرتی اوریہ کسی اتھارٹی کے ماتحت بھی نہیں ہوتی،لہذا یہ اپنی قیمتوں کے اتارچڑھاؤ میں بے لگام ہوتی ہے، اس کرنسی میں خرید وفروخت کرنے والوں کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانا بہت مشکل ہوتاہے،کیونکہ یہ کسی کے علم میں نہیں ہوتا کہ کتنے لوگ کب اورکہاں سے اس کا استعمال شروع کردیں اورکتنے لوگ کب اورکہاں سے اس کرنسی کا استعمال چھوڑ دیں چنانچہ طلب ورسد (Demand & Supply)کا صحیح اندازہ لگانا نہایت مشکل ہی نہیں بلکہ محال بھی ہوتاہے۔**[[6]](#endnote-4)**

## بٹ کوائن کی ابتداء

بٹ کوائن کا لغوی معنی تو’’خفیہ کرنسی ‘‘ کے ہے ، اس کا موجد کون ہے ؟ اس کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا، اس کے موجد کے حوالے سے دستیاب معلومات مختلف ہیں، البتہ اس کی نسبت ستوشی ناکاموتو نامی ایک شخص کی جانب کی جاتی ہے ، جو جاپان کا رہائشی ہے ، دراصل اس نے پہلی مرتبہ 2008ء میں اپنے ایک مضمون میں بٹ کوائن کا تصور پیش کیا یہ مضمون Bitcoin: A Peer-to-Peer Electronic Cash System کے عنوان سے تھا**[[7]](#endnote-5)**، ستوشی ناکاموتو نے بٹ کوائن کو ایجاد کیا، جس کا مقصد صرف ایک ایسی کرنسی بنانا تھا جو کسی بھی طرح کے بینکنگ سسٹم کے کنڑول میں نہ آتی ہواورایک جگہ سے دوسری جگہ بآسانی ، بغیر کسی رکاوٹ اورکم سے کم اخراجات میں پہنچائی جا سکتی ہو۔

## بٹ کوائن کا طریقہ استعمال

بٹ کوائن ایک عام کرنسی کی طرح نہیں ہے، عام کرنسی روپیہ یا ڈالر اپنا ایک وجود رکھتے ہیں ہم انہیں چھوسکتے ہیں، ان کرنسیوں کو کنٹرول کرنے والے بینک موجود ہیں، یہ کرنسیاں اگر ملک میں کسی جگہ بھیجی جائیں یا دنیا میں کسی اورجگہ بھیجی جائیں تو ان کا مکمل ریکارڈ موجود ہوتاہے، لیکن بٹ کوائن میں یہ صفات نہیں پائی جاتیں، یہ ایک خالص غیر حسی کرنسی ہے، اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا، اس کی پشت پر کوئی حسی چیز نہیں ہوتی، اس کو کوئی بینک کنٹرول نہیں کرتا، یہ کسی ذمہ دار ادارے کے ماتحت نہیں ہوتی، اسی طرح اس کی ٹرانزیکشن کے بارے میں یہ معلوم کرنا کہ کس نے کس کو کہاں اورکتنے بٹ کوائنز بھیجے ہیں، یہ تقریباً ناممکن ہے۔ [[8]](#endnote-6)

## بلاک چین کی اصل

بٹ کوائن ایک فرد سے دوسرے فرد کی طرف منتقل ہوتے ہیں، لیکن منتقلی کا یہ عمل ایک خاص سافٹ ویئر کرتا ہے جو اسی کام کے لئے بنایاگیا ہے، یہ سافٹ وئیر جہاں ایک فرد کے بٹ کوائن دوسرے فرد کو بھیجتا ہے وہاں ہی یہ بھیجنے اوروصول کرنے والے کے لئے ریکارڈ بھی محفوظ کرتا ہے اوران کے درمیان ضمانت کا کردار بھی ادا کرتا ہے، اس سافٹ وئیرکو بلاک چین کا نام دیاگیا ہے، یہ بلاک چین صرف ڈیجیٹل ڈیوائیس یا کمپیوٹر پر کارآمد ہوتاہے۔[[9]](#endnote-7)

## بٹ کوائن کے حصول کے طریقے

اگر کوئی شخص بٹ کوائن حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے دو طریقے رائج ہیں، یا تو حاصل کرنے والا اپنی کسی پروڈکٹ یا کسی سروس کو آن لائن فروخت کر کے اس کے بدلے میں بٹ کوائن حاصل کرتاہے، یا پھر اس کا مشہور طریقہ جو اس وقت پوری دنیا میں استعمال ہورہا ہے، بٹ کوائن مائننگ کہلاتاہے، اس کے ذریعے بٹ کوائن حاصل کئے جاتے ہیں، بٹ کوائن کو مائننگ کے ذریعے حاصل کرنا انتہائی دشوار کام ہے، بٹ کوائن مائننگ کا آسان الفاظ میں حاصل یہ ہے کہ بٹ کوائن کی جب انٹرنیٹ پر ترسیل ہوتی ہے تو بٹ کوائن نیٹ ورک پر کی جانے والی اس ترسیل کی تصدیق کا عمل کیا جاتاہے، یہ عمل اتنا پیچیدہ ہوتاہے کہ اس کے لئے کئی پاورفل کمپیوٹرس کی مددسے میتھا میٹیکل کلکولیشن(Methamatical Calculation) حل کروائی جاتی ہے، اس کلکولیشن کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو بٹ کوائن بھیجتا ہے تو جو ڈیٹا وہ انٹرکرتا ہے اس کے لئے ہیشنگ کا عمل استعمال ہوتا ہے، ہیش فنکشن یہ کام کرتاہے کہ اسے کسی بھی سائز کا ڈیٹا دیا جائے تو وہ اسے ایک پیچیدہ ریاضی عمل سے گزارکر ہمیشہ کے اسٹرنگ میں بدل دیتا ہے، اس عمل کا فائدہ یہ ہوتاہے کہ جب ان پٹ میں دیا گیا ڈیٹا آوٹ پٹ میں آنے سے پہلے ایک ریاضی عمل سے گزرتا ہے تو یہ جاننا ناممکن ہوجاتاہے کہ ان پٹ میں کیا ڈیٹا دیا گیا تھا۔ اب جس کا پاورفل کمپیوٹر بٹ کوائن کی ترسیل میں یہ کردارادا کرپاتا ہے اسے انعام کے طورپر کچھ بٹ کوائن دیئے جاتے ہیں۔ یہ ساراعمل مائننگ کہلاتا ہے۔ [[10]](#endnote-8)

بٹ کوائن کی ابتداء میں مائننگ کا عمل انتہائی آسان تھا لیکن اب یہ عمل بہت ہی مشکل ہے، کیونکہ مائننگ کے عمل میں پہلے ایسے بلاک تلاش کرنے پڑتے ہیں جو بٹ کوائن کی خرید وفروخت کے لئے کا رآمد ہوں، اورپھر ان بلاکس پر بٹ کوائن کی ترسیل کے لئے مذکورہ بالا عمل دوہرایا جاتاہے، چونکہ ابتداء میں بلاکس کم تھے ،تو ان کی تلاش بھی سہل تھی، لیکن اب ان بلاکس کی تعداد کروڑوں میں ہے، اس لئے اب مائننگ کے ذریعے بٹ کوائن حاصل کرنا انتہائی مشکل کام ہے۔

## بٹ کوائن میں دلچسپی کی وجوہات وفوائد

بٹ کوائن ابتداء میں دوسری ڈیجیٹل کرنسیوں کی طرح تھی، لیکن بہت جلد اس نے مقبولیت کی تمام حدود کو پا لیا،یہی وجہ ہے کہ اس وقت ایک بٹ کوائن کی قیمت تادمِ تحریر 6593 امریکی ڈالر جو پاکستانی 811927.95روپے بنتے ہیں، لوگوں میں اس کی مقبولیت کی چند وجوہات ہیں:

* بٹ کوائن کی سیکورٹی دوسری تمام کرنسیوں سے زیادہ مضبوط اورپائدارہے۔
* بٹ کوائن استعمال کرنے والے شخص کی شناخت محفوظ رہتی ہے۔
* بٹ کوائن کے ذریعے کی جانے والی ٹرانزیکشن پر بہت کم چارجز لاگو ہوتے ہیں۔
* بٹ کوائن کے ذریعے ٹرانزیکشن پر کسی تھرڈ پارٹی کی اتھارٹی کی ضرورت پیش نہیں آتی۔
* کوئی گورنمنٹ اوربینک بٹ کوائن کی ذریعے کی جانے والی ٹرانزیکشن کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کرسکتے،لہذا بٹ کوائن کو استعمال کرنےوالوں کی ٹرانزیکشن سے گورنمنٹ اوربینک انجان رہتے ہیں۔
* بٹ کوائن کی دنیا میں ہر شخص کو (Open Access)ہے، کسی بھی وقت اکاؤنٹ کھلوایا جا سکتاہے۔
* بٹ کوائن میں اکاؤنٹ کھلوانے کے لئے کسی قسم کی دستاویزات کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

بٹ کوائن کے درج بالا فوائد کے پیش ِ نظر لوگوں میں اس کے استعمال کارجحان دن بدن بڑھتا جا رہاہے،لیکن اس کے کئی نقصانات بھی ہیں۔

## بٹ کوائن کے استعمال کے نقصانات

بٹ کوائن کے استعمال کے کئی نقصانات ہیں جو درج ذیل ہیں:

* بٹ کوائن کی قیمت کے اتارچڑھاؤ میں غیر معمولی اضافے یا غیر معمولی کمی کا خدشہ ہر لمحے رہتاہے، چنانچہ لمحوں میں ایک شخص امیر بن سکتا ہے لیکن وہی پر لمحوں میں مفلس ہو کر بھی رہ سکتا ہے۔
* بٹ کوائن کے انوسٹر ہر لمحہ اپنی کرنسی کو غیر محفوظ اورپُر خطر محسوس کرتے رہتے ہیں۔
* بٹ کوائن کا مالک اپنے بٹ کوائن جہاں محفوظ کرتا ہے اُسے (E Wallet)کہا جاتاہے، یہ والٹس باضابطہ یا کوئی قانونی حیثیت نہیں رکھتے، چنانچہ اگر یہ والٹس کسی طرح ختم ہوجائیں تو بٹ کوائن کی واپسی کسی صورت میں ممکن نہیں۔
* بٹ کوائن ای والٹس کا ایک پاسورڈ ہوتاہے، اگر یہ پاسورڈ ہیک ہوجائے یا مالک بھول جائے ، تو اس پاسورڈ کی ریکوری کی کوئی صورت ممکن نہیں۔اورپاسورڈ کے بغیر ای والٹس کسی کام کے نہیں ہوتے۔
* بٹ کوائن کی ساری ٹرانزیکشن پیر ٹو پیر ہوتی ہے، لہذا اگر ایک شخص دوسرے کو بٹ کوائن کسی معاملے میں اداکرتاہے اوروہ دوسرا شخص پیمنٹ کا انکار کردے یا اُ س پیمنٹ کا بدل ادا کرنے سے انکار کردے، تو پیمنٹ اداکرنے والا اپنی پیمنٹ کے حصول کے لئے کوئی قانونی کارروائی نہیں کرسکتا۔ اورنہ وہ مطالبہ کا کوئی قانونی حق رکھتا ہے۔
* بٹ کوائن کرنسی دوسری کرنسیوں کی طرح نہیں ہے، دوسری کرنسیاں کسی نہ کسی طرح (Underlying Assets)سے منسلک ہوتی ہیں، جبکہ بٹ کوائن کی پشت پر کسی بھی طرح کے کوئی ایسٹس نہیں لہذا اس کا سارادارومدار(Demand Based)پر ہوتاہے،یعنی یہ ایک ہوائی کرنسی ہے،جس کے پیچھے کوئی حسی وجود نہیں ہے۔

بٹ کوائن کے نفع ونقصان کے بعد اس پر اس لحاظ سے گفتگو کی اہمیت بڑھ جاتی ہےکہ اسلامی نقطہ ٔنظر سے اس کی کیا حیثیت ہے؟ کیااسلام بٹ کوائن کی مالی حیثیت کو قبول کرتاہے؟اس سلسلے میں دوطرح کی آراء سامنے آتی ہیں۔

## بٹ کوائن کو کرنسی تسلیم کرنے والے علماء کرام کی رائے

بٹ کوائن کی طرف بڑھتے ہوئے رجحان کے پیش نظر جب معاصر علماء نے اس کی فقہی تکییف کے بارے میں غور وحوض کیا تو ایک جماعت کی رائے یہ سامنے آئی کے بٹ کوائن کی حیثیت کرنسی نوٹ کی سی ہے ، چنانچہ فقہاء کرام نے مال کی جو تعریف کی ہے وہ بٹ کوائن میں پوری طر ح پائی جاتی ہے ، لہذا بٹ کوائن کی حیثیت مال کی ہے، اب جو احکامات تجارت،ربا ، قرض، زکوۃ وغیرہ کے کرنسی نوٹوں پر متفرع ہوتے ہیں وہی احکامات بٹ کوائن پر بھی متفرع ہونگےچنانچہ ان حضرات کی بٹ کوائن کے بارے میں رائے بالتفصیل درج ذیل ہے:

* بٹ کوائن شرعی لحاظ سے ’’مال‘‘ کے زمرے میں آتاہے ۔
* شرعی لحاظ سے یہ ثمن بھی ہے۔
* اس کے جواز کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اس کو کس ملک میں استعمال کیا جارہاہے۔

یہ حضرات درج ذیل دلائل کی بنیا دپر بٹ کوائن کو مال تسلیم کرتے ہیں:

وفي الكشف الكبير المال ما يميل إليه الطبع ويمكن ادخاره لوقت الحاجة والمالية إنما ثبت بتمول الناس كافة أو بتقوم البعض والتقوم يثبت بها وبإباحة الانتفاع له شرعا فما يكون مباح الانتفاع بدون تمول الناس لا يكون مالا كحبة حنطة وما يكون مالا بين الناس ولا يكون مباح الانتفاع لا يكون متقوما كالخمر.[[11]](#endnote-9)

’’ کشف کبیر میں ہے کہ مال وہ ہوتا ہے جس کی طرف طبیعت مائل ہو اورضرورت کے لئے اس کو ذخیرہ کیا جاسکتا ہو۔ اورمالیت تمام لوگوں کے (کسی چیز کو بطور مال )استعمال کرنے سے ثابت ہوتی ہے یا پھر کچھ لوگوں کے ، اوراس طرح (کسی چیز کا )قیمی ہونا ثابت ہوجاتاہے، اورایسے ہی اس سے شرعا انتفاع مباح ہونے کی وجہ سے (بھی تقوم ثابت ہوجاتاہے)، لہذا جو چیز لوگوں کے مالیت کے طور پر استعمال کرنے کے بغیر مباح الانتفاع ہوگی ، وہ مال نہ ہوگی جیسے غلے کا ڈھیر،اور ایسے ہی جو لوگوں کے درمیان مال (متصور )ہوگا لیکن مباح الانتفاع نہیں ہوگا تو وہ متقوم بھی نہ ہوگا جیسے شراب ۔‘‘

لأن المال ما يميل إليه الطبع ويدخر لوقت الحاجة أو ما خلق لمصالح الآدمي ويجري فيه الشح والضنة اهـ.[[12]](#endnote-10)

’’اس لئے کہ مال وہ ہوتا ہے جس کی طرف طبیعت مائل ہو اورضرورت کے وقت کے لئے اسے ذخیرہ کیا جاسکتا ہو یا جسے انسانوں کی مصالح کے لئے بنایاگیا ہواوراُس میں بخل جاری ہوتا ہے (اس کی وجہ سے انسان بخیل بن جاتا ہے )‘‘

بٹ کوائن کی ثمنی حیثیت پر درج ذیل قسم کی عبارات سے استدلال کرتے ہیں:

ذهب الحنفية إلى أن الأموال أربعة أنواع:

أ - ثمن بكل حال، وهو النقدان، صحبه الباء أو لا، قوبل بجنسه أو بغير جنسه؛ لأن الثمن ما يثبت دينا في الذمة عند العرب، كذا ذكره الفراء، والنقود لا تستحق بالعقد إلا دينا في الذمة، فكانت ثمنا بكل حال.

ب - مبيع بكل حال، كالدواب ونحوها من الأعيان غير المثلية والعدديات المتفاوتة؛ لأن العروض لا تستحق بالعقد إلا عينا فكانت مبيعة.

ج - ثمن من وجه نظرا إلى أنها مثلية فثبتت في الذمة فأشبهت النقد، ومبيع من وجه، نظرا إلى الانتفاع بأعيانها فأشبهت العروض. وذلك كالمثليات غير النقدين من المكيل والموزون والعددي المتقارب كالبيض. فإنه إن كان معينا في العقد كان مبيعا، وإن لم يكن معينا وصحبه الباء، وقوبل بالمبيع فهو ثمن. وإن لم يصحبه حرف الباء ولم يقابله ثمن فهو مبيع؛لأن المكيل والموزون غير النقدين يستحق بالعقد عينا تارة، ودينا أخرى، فكان ثمنا في حال، مبيعا في حال.

د - ثمن بالاصطلاح، وهو سلعة في الأصل كالفلوس. فإن كان رائجا كان ثمنا، وإن كان كاسدا فهو سلعة مثمن. [[13]](#endnote-11)

’’احناف کے ہاں اموال چار طرح کے ہوتے ہیں:

۱۔ہر حال میں ثمن ہو، اوریہ صفت (صرف) سونے چاندی میں پائی جاتی ہے، اسے با کے ساتھ ذکر کیا جائے یا بغیر با کے، اسے اپنی جنس کے بدلے میں لایا جائے یا بغیر جنس کے ، اس لئے کہ ثمن عربوں کے ہاں ذمہ میں دین ہوتاہے، ایسے ہی فراء نے ذکر کیا ہے، اورنقود(سونا چاندی )بھی عقد کے ذریعے ذمہ میں دین ہوتے ہیں لہذا ہر حال میں ثمن رہتے ہیں۔

۲۔ ہر حال میں مبیع ہو، جیسے جانور اورغیر مثلی اعیان اورعددی متفاوت(اشیاء)، اس لئے کہ عروض عقد میں عین ہی ہوتے ہیں لہذا ہر حال میں مبیع ہونگے۔

۳۔ ایک جہت سے ثمن ہو کہ وہ مثلی ہے اورذمہ میں لازم ہوتاہے، لہذا سونا چاندی کے مشابہ ہوگیا، اورایک جہت سے مبیع ہو کہ بعینہ اس سے انتفاع (اٹھایا جا رہا )ہوتو یہ عروض کے مشابہ ہوگیا، اوریہ جیسا کہ نقدین (سونا چاندی )کے علاوہ مکیلی ، موزونی اورعددی متقارب (انڈے کی طرح )ہیں ، اگر یہ عقد میں متعین ہوں تو مبیع ہونگی، اگر متعین نہ ہوں ، ان پر با ءداخل ہواوریہ مبیع کے مقابلے میں لائی گئی ہوں تو یہ ثمن ہونگی۔اوراگر ان پر باء داخل نہ ہو اوراس کے مقابلے میں ثمن نہ ہوتو پھر یہ مبیع ہونگی ، اس لئے کہ سونا چاندی کے علاوہ مکیلی اورموزونی چیز عقد میں کبھی عین ہوتی ہے اورکبھی ذمہ میں لازم ہوتی ہے، لہذا کبھی ثمن ہونگی اورکبھی مبیع۔

۴۔ثمن ِ اصطلاحی ، اوریہ دراصل سامان ہے، جیسا کہ فلوس، اگر ان کا رواج چل پڑے تو یہ ثمن ہیں ، اگر کھوٹے ہو چلیں تو یہ ایسا سامان ہیں جو کبھی ثمن کے طور پر استعمال کیا گیا ۔

ثمنیت کے بارے میں علامہ ابن الھمام فرماتے ہیں:

وأما الفلوس النافقة فلأنها تروج رواج الأثمان فالتحقت بها. قالوا: هذا قول محمد لأنها ملحقة بالنقود عنده حتى لا تتعين بالتعيين، ولا يجوز بيع اثنين بواحد بأعيانها على ما عرف، أما عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالى لا تجوز الشركة والمضاربة بها لأن ثمنيتها تتبدل ساعة فساعة وتصير سلعة. وروي عن أبي يوسف مثل قول محمد، والأول أقيس وأظهر، وعن أبي حنيفة صحة المضاربة بها......وتحت ذلک (قال الإسبيجابي: الصحيح أن عقد الشركة على الفلوس يجوز على قول الكل؛ لأنها صارت ثمنا باصطلاح الناس، ولهذا لو اشترى شيئا بفلوس بعينها لم تتعين تلك الفلوس حتى لا يفسد العقد لهلاكها.) [[14]](#endnote-12)

’’اوررہے چل جانے والے فلوس، تو وہ ثمن کی طرح رواج پکڑ گئے، لہذا ثمن کے حکم میں ہونگے۔ فقہاء نے فرمایا کہ یہ امام محمد ؒ کا قول ہے اس لئے کہ ان کے ہاں یہ سونا چاندی کے حکم میں ہے لہذا متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے ، تو ایک کے دو کے بدلے بیع بھی نہیں ہوسکتی جیسا کہ معروف ہے۔ اورشیخینؒ کے نزدیک ان کے شرکت اورمضاربت درست نہیں اس لئے کہ ان کی ثمنیت لمحہ بلمحہ بدلتی ہے اوریہ سامان (بھی) بن جاتے ہیں۔امام ابو یوسفؒ سے ایک روایت امام محمد ؒ کی طرح بھی مروی ہے۔ پہلا قول ہی زیادہ قرینِ قیاس اورواضح ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے ان کے ساتھ مضاربت کے درست ہونے کا قول بھی منقول ہے۔۔۔۔ اس کی تشریح میں ہے کہ اسبیجابی ؒ نے فرمایا: صحیح قول یہ ہے کہ شرکت کے معاملہ فلوس کی بنیاد پر سب کے نزدیک درست ہے، کیونکہ یہ اصطلاح الناس سے ثمن بن گئے ہیں۔لہذا اگر کسی نے کوئی چیز فلوس ِ متعینہ کے بدلے میں خریدی تو وہ فلوس متعین نہیں ہونگے ، اگر وہ فلوس ضائع بھی ہوجائیں تو عقد فاسد نہ ہوگا‘‘

ایک دوسرے مقام پر علامہ ابن الھمام فرماتے ہیں:

وصوره أربع: أن يبيع فلسا بغير عينه بفلسين بغير أعيانهما لا يجوز لأن الفلوس الرائجة أمثال متساوية قطعا لاصطلاح الناس على سقوط قيمة الجودة منها فيكون أحدهما فضلا خاليا مشروطا في العقد وهو الربا.

وأن يبيع فلسا بعينه بفلسين بغير عينهما لا يجوز، وإلا أمسك البائع الفلس المعين وطالبه بفلس آخر. أو سلم الفلس المعين وقبضه بعينه منه مع فلس آخر لاستحقاقه فلسين في ذمته فيرجع إليه عين ماله ويبقى الفلس الآخر خاليا عن العوض.

وكذا لو باع فلسين بأعيانهما بفلس بغير عينه، لأنه لو جاز لقبض المشتري الفلسين ودفع إليه أحدهما مكان ما استوجب عليه فيبقى الآخر فضلا بلا عوض استحق بعقد البيع، وهذا على تقدير إن رضي بتسليم المبيع قبل قبض الثمن. والرابع أن يبيع فلسا بعينه بفلسين بعينهما فيجوز خلافا لمحمد. وأصله أن الفلس لا يتعين بالتعيين ما دام رائجا عند محمد، وعندهما يتعين، حتى لو هلك أحدهما قبل القبض بطل العقد. وجه قول محمد أن الثمنية ثبتت باصطلاح الكل فلا تبطل باصطلاحهما وإذا بقيت أثمانا لا تتعين فصار كما لو كانا بغير عينهما۔۔[[15]](#endnote-13)

’’اور اس کی چارصورتیں ہیں:ایک غیر معین پیسہ کو دو غیر معین پیسوں کے بدلے میں بیچا جائے ، یہ جائز نہیں ہے ، کیونکہ فلوس ِ رائجہ مکمل طور پر برابر سرابر ہیں ، اس لئے کہ لوگوں نے اس میں جودت کا اعتبار ختم کردیا ہے(لہذا جودت وردت سے قیمت میں تفاوت نہیں ہوتا)، نتیجتاً ان میں سے ایک کسی عوض سے خالی ہو کر عقد میں مشروط ہوگا اوریہی سود ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک معین پیسے کو دو غیر معین پیسوں کے بدلے بیچا جائے ، یہ جائز نہیں، ورنہ بائع معین پیسےکو روک لے گا اوردوسرے پیسے کا مطالبہ کرے گا یا پھر معین پیسہ حوالہ کرے گا اورمعین پیسےکے ساتھ دوسرے غیر معین پیسے پر قبضہ کرے گا ۔کیونکہ اس کے ذمے تو دو پیسے ہیں، جن کو لینے کا وہ حقدار ہے،تو وہ عین مال کی طرف رجوع کرے گا(یعنی اس کی کی طرف اس کا اپنا ہی مال لوٹے گا) جس سے دوسرا پیسہ عوض سے خالی رہ جائے گا ۔(اوریہی ربا ہے)

اسی طرح اگر دومعین پیسوں کو ایک غیر معین پیسے کے بدلے میں بیچے ، اس لئے کہ اگر یہ جائز ہو تو مشتری دو پیسوں پر قبضہ کرے گا اوراپنے ذمہ لازم کے بدلے میں ان میں سے ایک بائع کو دے گا تو دوسرا بغیر عوض کے باقی رہ جائے گا، جس کا یہ بیع میں مستحق ہواہے۔ اوریہ اس تقدیر پر ہے جب ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے مبیع حوالے کرنے پر رضامندہو۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ ایک معین پیسے کو دو معین پیسوں کے بدلے میں بیچے تو یہ جائز ہے برخلاف امام محمد ؒ کے ۔اوراس کی اصل یہ ہے کہ امام محمد ؒ کے نزدیک فلوس جب تک رائج ہوں متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے، اورشیخین ؒ کے نزدیک متعین ہوجاتے ہیں، لہذا اگر قبضے سے پہلے کوئی ایک ضائع ہوجائے تو عقد بھی باطل ہوجائے گا۔امام محمد ؒ کے قول کی دلیل یہ ہے کہ ثمنیت سب (لوگوں )کی اصطلاح سے ثابت ہوتی ہے لہذا ان دو کے عقد میں (ثمنیت )باطل کرنے سے باطل نہیں ہوگی(کیونکہ ان دو کو اپنے علاوہ دوسروں پر ولایت نہیں) ۔ اورجب ثمنیت باقی ہے تو یہ متعین نہیں ہونگے تو یہ ایسے ہی ہونگے جیسے کہ بغیر متعین کئے ہوئے۔

علامہ شامی ؒ فرماتے ہیں:

في الشرنبلالية: الفلوس إن كانت أثمانا رائجة أو سلعا للتجارة تجب الزكاة في قيمتها وإلا فلا. اهـ. [[16]](#endnote-14)

’’شرنبلالیہ میں ہے: فلوس اگر ثمن رائج ہوں یا سامانِ تجارت ہوں توپھر ان کی قیمت میں زکاۃ واجب ہوگئی بصورتِ دیگر نہیں‘‘

ان تمام عبارتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ثمن خلقی کے علاوہ کسی چیز میں ثمنیت کا ثبوت یا بطلان عاقدین کی رضامندی سے ہوجاتاہے اور بٹ کوائن بھی اسی قبیل سے ہے،لہذا اس میں جب مالی اورثمنی حیثیت ثابت ہو جاتی ہے توپھر اس میں معاملات کے ناجائز ہونے کی صرف یہ صورت باقی رہ جاتی ہے کہ حاکم اس میں معاملات پر پابندی لگا دے، چنانچہ اب اس کے جائز اورناجائز ہونےمیں مختلف ممالک کی بٹ کوائن کے بارے میں پالیسیوں کا عمل دخل ہوگالہذا اس اعتبار سے چار اقسام کے ممالک وجود میں آتے ہیں جن میں تین طرح کے ممالک میں بٹ کوائن کا استعمال جائز اورایک قسم کے ممالک میں بٹ کوائن کا استعمال ناجائز ہو جاتاہے۔

* بعض ممالک نے بٹ کوائن کو قانونی طور پرتسلیم کر لیا ہے اوراس کرنسی پر بھی دیگر کرنسیوں کی طرح ٹیکس بھی لگایاہے، جیسے امریکا، ہالینڈ،جرمنی وغیرہ۔
* بعض ممالک نے بٹ کوائن کے استعمال سے نہ تو منع کیا ہے اورنہ اس کے استعمال کے ضوابط بنائے ہیں اورنہ ہی استعمال کرنے والوں کے خلاف ضوابط وقوانین بنائے ہیں،جیسے ہانگ کانگ۔
* بعض ممالک بٹ کوائن کے معاملے میں بالکل ساکت ہیں ، جیسے پاکستان۔[[17]](#endnote-15)

ان تین طرح کے ممالک میں بٹ کوائن کو کرنسی کے طور پر استعمال کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ تمام فقہی احکام جو دوسری کرنسیوں پر متفرع ہوتے ہیں وہ بٹ کوائن پر بھی متفرع ہونگے۔

* بعض ممالک میں بٹ کوائن کے ذریعہ سے معاملات کرنا قانونی طور پر منع ہے۔[[18]](#endnote-16)

 ان ممالک میں حاکم کے حکم کی وجہ سے بٹ کوائن کا استعمال جائز نہیں ہوگا۔

## بٹ کوائن کو مال تسلیم نہ کرنے کی رائے

بٹ کوائن پر مذکورہ بالا احکامات تب مرتب ہوتے ہیں جب اسے مال تسلیم کر لیا جائے ، تبھی ہی فقہی احکامات بیع شراء، زکوۃ وصدقات وغیرہ کے مسائل بھی اس پر متفرع ہوتے ہیں لیکن علماء کی ایک بڑی جماعت بٹ کوائن پر فقہی احکامات کو متفرع تسلیم نہیں کرتی ان حضرات کی بٹ کوائن کے بارے میں رائے درج ذیل ہے:

* بٹ کوائن شرعی لحاظ سے ’’مال‘‘ کے زمرے میں نہیں آتا۔
* شرعی لحاظ سے یہ ثمن بھی نہیں ہے۔
* بٹ کوائن کی خرید وفروخت جوا ہے ، جسے شرعاً قمار کہتے ہیں اوریہ ناجائز ہے۔

یہ حضرات درج ذیل دلائل کی بنیا دپر بٹ کوائن کو مال تسلیم نہیں کرتے ہیں:

امام حصکفی ؒ فرماتے ہیں:

والمراد بالمال عين يجري فيه التنافس والابتذال [[19]](#endnote-17)

’’اورمال سے مراد ایسا عین ہے جس میں رغبت ہو اوراسے خرچ کیا جا سکے‘‘

امام زحیلیؒ فرماتے ہیں:

والمراد بالمال عند الحنفية: ما يميل إليه الطبع ويمكن ادخاره لوقت الحاجة، والمالية تثبت بتمول الناس كافة أو بعضهم. وقد انتقد الأستاذ الزرقاء هذا التعريف، واستبدل به تعريفاً آخر، فقال: المال هو كل عين ذات قيمة مادية بين الناس [[20]](#endnote-18)

’’احناف کے نزدیک مال سے مراد یہ ہے کہ جس کی طرف طبیعت مائل ہو اورضرورت کے لئے اس کو ذخیرہ کیا جاسکتا ہو۔ اورمالیت تمام لوگوں کے (کسی چیز کو بطور مال )استعمال کرنے سے ثابت ہوتی ہے یا پھر کچھ لوگوں کے ، شیخ زرقاء نے اس تعریف پر اعتراض کیا ہے اور اس کے بجائے دوسری تعریف کی ہے، اورکہا کہ : مال ہر وہ عین ہے جس کی لوگوں کے درمیان مادی قیمت ہو۔‘‘

احناف کے ہاں مال کے لئے ’’عین‘‘ کی شرط ہے، جن فقہاء کرام نے عین کی شرط کو واضح نہیں کیا ان کے ہاں بھی ذکر کردہ تعریف سے یہ شرط مسنتبط ہوتی ہے، اورمسائل میں ہمیشہ انہوں نے مال کے لئے عین کی شرط کو ملحوظ رکھا ہے۔لیکن انہوں نے مال کے ساتھ ان منافع مجردہ (حقوق مجردہ) کی بیع کو بھی جائز قرار دیا ہے، جو اعیان کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں، بہرحال جو شرائط مال کے لئے ہوتی ہیں وہی شرائط ثمن کے لئے بھی ضروری ہوتی ہیں، چنانچہ انہی دلائل کی بناء پر بٹ کوائن ثمن بھی نہیں رہتا۔ البتہ درج ذیل دلائل کی بنیاد پر وہ بٹ کوائن کی خریدوفروخت کو جوا کہتے ہیں:

علامہ شامی ؒ فرماتے ہیں:

لأن القمار من القمر الذي يزداد تارة وينقص أخرى، وسمي القمار قمارا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص[[21]](#endnote-19)

’’قمار قمر سے ہے جیسے قمر کبھی گھٹتا ہے اورکبھی بڑھتا ہے،قمار کو قمار اس لئے کہتے ہیں کہ دونوں طرف سے قمارلگانے والوں کا مال ایک دوسرے کی طرف جا سکتا ہے، اورکوئی بھی اپنے مدمقابل کے مال سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جو کہ نص سے حرام ہے۔ ‘‘

بٹ کوائن کی قیمت میں کمی زیادتی کے پیچھے کوئی حسی چیز نہیں ہوتی بلکہ یہ لوگوں کے رجحان اورعدم ِ رجحان کے گرد دائر رہتی ہے، اگر لوگوں کا رجحان بڑھ گیا اورانہوں نے بٹ کوائن میں انویسٹمنٹ شروع کردی تو اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے اگر رجحان میں کمی آئی اورلوگوں نے انویسٹمنٹ کم کردی تو اس سے بٹ کوائن کی قیمت میں کمی واقع ہوجاتی ہے، چنانچہ بٹ کوائن میں انویسٹمنٹ کرنے والے کے ذہن میں شروع سے یہ ہوتا ہے کہ پچاس فیصد چانس اس کی قیمت بڑھنے کے ہیں اورپچاس فیصد چانس اس کی قیمت کم ہونے کے ہیں ، کسی بھی طریقے پر کوئی حتمی بات ممکن نہیں ہوتی ، یہ بالکل قمار کی صورت ہے جو ناجائز ہے۔

بٹ کوائن کے بارے میں علمائے کرام کی مذکورہ بالا دو طرح کی آراء موجود ہیں، جس کو جس رائے پر زیادہ اعتماد ہووہ اس پر عمل کر سکتا ہے۔

## راجح اورمرجوح رائے

ہمارے نزدیک دوسری رائے زیادہ راجح ہے، اوراسے مال نہ قرار دینا ہی فقہی وانتظامی لحاظ سے زیادہ بہتر ہے،فقہی وانتظامی لحاظ سے وجوہ ترجیح درج ذیل ہیں:

* مال میں عین کی شرط لازمی ہے، اوران حقوقِ مجردہ کی بیع درست ہے جن کاتعلق اعیان سے ہو، جبکہ بٹ کوائن کی پشت پر کوئی عین نہیں۔
* حنفیہ کا اصل مذہب یہ ہے کہ مال کا عین ہونا ضروری ہے۔ [[22]](#endnote-20)
* ثمن کے لئے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ ثمن معلوم ہو، اگر ثمن مجہول ہوتو بیع فاسد ہوتی ہے،[[23]](#endnote-21)جبکہ بٹ کوائن کی ہزاروں اکائیاں بن جاتی ہیں جن کا علم توکجا ان کا تلفظ بھی عقد کے وقت ممکن نہیں ہوتا۔
* انتظامی طور پر کوئی مجاز اتھارٹی بٹ کوائن کی پشت پر نہیں ہے جو اس کو اپنی ذمہ داری پر جاری کر سکے اوراس کی ضامن ہو۔
* یہ کرنسی اتنی غیر محفوظ ہے کہ ای والٹس کے تلف ہوجانے یا پاسورڈ کے گم ہوجانے سے ساری کرنسی ضائع ہوجاتی ہے۔
* بٹ کوائن کے ذریعے بلیک مارکیٹ کو فروغ مل سکتاہے اور بلیک منی کی روک تھام میں رکاوٹ پیش آتی ہے۔
* بٹ کوائن کی حفاظت کے لئے بلاک چین موجود ہوتے ہیں لیکن خود یہ بلاک چین کسی بھی لمحے کرپٹ ہو کر اس کے تلف ہونے کا سبب بن سکتے ہیں۔
* کرنسیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی ریزگاریاں باآسانی دستیاب ہوتی ہیں جبکہ بٹ کوائن کے طریقے اتنے پیچیدہ ہیں کہ ایک بٹ کوائن کی اکائیاں ہزاروں میں بن سکتی ہیں،جو کسی بھی طرح سے قابلِ ضبط نہیں رہتیں۔
* اکثر ممالک بٹ کوائن کی ثمنیت کو تسلیم نہیں کرتے ۔
* بٹ کوائن کے ریٹ میں اتارچڑھاؤ نامعلوم وجوہات کی بناء پر بہت غیر معمولی اورغیر متوقع ہوتاہے، اس میں شدت سے کمی یا شدت سے اضافے کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اس وجہ سے بینک اورقابلِ اعتماد ادارے اس سے احتراز کرتے ہیں۔
* بٹ کوائن کے ذریعے جرائم میں اضافہ ہوتاہے ۔
* بٹ کوائن کے استعمال سے امن ِ عالم خطرہ میں ہے کیونکہ دہشت گرد اپنی ٹرانزیکشن بٹ کوائن کے ذریعے کر کے دنیا میں کہیں بھی دہشت گردی کر سکتے ہیں۔

چنانچہ مذکورہ بالا وجوہ کی بنیاد پر ہماری رائے میں جہاں اس کی فقہی تکییف میں مال نہ ہونے کا نظریہ راجح ہے وہاں ہی درج بالا انتظامی امور کی وجہ سے اس کرنسی کے استعمال کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔

## حواشی

1. \* لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، جامعہ ہزارہ ، مانسہرہ [↑](#footnote-ref-1)
2. \*\* اسسٹنٹ پروفیسر ، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف ہری پور [↑](#footnote-ref-2)
3. عثمانی،مفتی تقی عثمانی، فقہی مقالات، ملخص از ج:1،ص:15 تا 20، مطبوعه زمزم بکڈپو دیوبند یوپی انڈیا [↑](#endnote-ref-1)
4. ایضاً، ملخص از ج:1،ص: 21 [↑](#endnote-ref-2)
5. عثمانی،مفتی تقی عثمانی، فقہی مقالات، ج:1،ص:15 تا 21، مطبوعه زمزم بکڈپو دیوبند یوپی انڈیا [↑](#endnote-ref-3)
6. ماہنامہ کمپیوٹنگ ’’ ڈیجیٹل کرنسی بٹ کوائن کیا ہے ؟،جولائی ۶، ۲۰۱۷ کراچی [↑](#endnote-ref-4)
7. <https://bitcoin.org/bitcoin.pdf> [↑](#endnote-ref-5)
8. ماہنامہ کمپیوٹنگ ’’ ڈیجیٹل کرنسی بٹ کوائن کیا ہے ؟،جولائی ۶، ۲۰۱۷ کراچی [↑](#endnote-ref-6)
9. The economist, Block chains, the great chain of being sure about things, 3 July 2016. [↑](#endnote-ref-7)
10. The Economist. The Economist Newspaper Limited. 31 October 2015 [↑](#endnote-ref-8)
11. ابن نجیم، زین الدین ابن ابراھیم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق ،ج:5،ص: 277، الناشر: دار الكتاب الإسلامي الطبعة: الثانية - بدون تاريخ [↑](#endnote-ref-9)
12. ایضاً [↑](#endnote-ref-10)
13. الموسوعة الفقهية الكويتية ،ج:15،ص:28-30، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت الطبعة: (من 1404 - 1427 هـ) [↑](#endnote-ref-11)
14. ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدير ،ج:6،ص: 170، الناشر: دار الفكر بیروت [↑](#endnote-ref-12)
15. ایضا ،ج:7،ص: 21 [↑](#endnote-ref-13)
16. ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز، رد المحتار علی الدر المختار،ج:2،ص:300، الناشر: دار الفكر-بيروت الطبعة: الثانية، 1412هـ - 1992م [↑](#endnote-ref-14)
17. A statement posted on social media by state bank of Pakistan 6 April, 2018 [↑](#endnote-ref-15)
18. International Business Times , September 2015 [↑](#endnote-ref-16)
19. حصکفی، محمد بن علی بن محمد، الدر المتنقی فی شرح الملتقی الابحر بھامش مجمع الانھر، ج:3،ص:4،دارالکتب العلمیة بیروت لبنان [↑](#endnote-ref-17)
20. الزحیلی، وھبة بن مصطفی الزحیلی، الفقه الإسلامي وأدلته ،ج:5،ص: 3305، الناشر: دار الفكر - سوريَّة - دمشق [↑](#endnote-ref-18)
21. ابن عابدین، محمد بن امین ، الدر المختار وحاشية ابن عابدين ،ج:6،ص: 403،دارالفکر بیروت ، لبنان [↑](#endnote-ref-19)
22. عثمانی، تقی عثمانی، فقه البیوع علی المذاھب الاربعة، ج:1،ص:261 تا269، مکتبه معارف القرآن، کراچی [↑](#endnote-ref-20)
23. عثمانی، تقی عثمانی، فقه البیوع علی المذاھب الاربعة، ج:1،ص:423 [↑](#endnote-ref-21)